جناب قاضی ظہور الحسن ناظم سیوہاروی

مصاحفِ قرونِ ثلاثہ

حضور انور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر اس کے بعد کا۔ پھر اس کے بعد کا۔ گویا یہ تین زمانے ہیں جن کو اصطلاحِ اسلام میں قرونِ ثلاثہ کہا جاتا ہے۔ ان تین زمانوں کی تفصیل اس طرح ہے۔ قرنِ اوّل عہدِ رسالت و عہدِ صحابہ سنہ ۱۱۰ھ ہجری تک۔ قرنِ دوم عہدِ تابعین سنہ ۱۷۰ھ ہجری تک۔ قرنِ سوم عہدِ تبع تابعین سنہ ۲۲۰ھ تک۔ لیکن حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی سنہ ۱۰۵۲ھ نے قرنِ ثالث کو سنہ ۲۶۰ھ تک وسعت دی ہے۔ ذیل میں ہم اسی دَور کے مرقومہ مصاحف پر روشنی ڈالیں گے۔

حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلی وحی ۱۷ر رمضان المبارک روز دوشنبہ مطابق ۲۸ر جولائی سنہ ۶۱۰ء کو ہوئی۔ اس سال کو ہم سالِ نبوی کہتے ہیں۔ اس وحی میں تبلیغ کا حکم نہ تھا۔ ڈھائی برس کے بعد یعنی بروز دوشنبہ ربیع الاوّل سنہ ۴ نبوی کو دوسری وحی نازل ہوئی۔ اس میں تبلیغ کا حکم تھا۔ آپ نے تبلیغ شروع کی۔ حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اسی دن مشرف باسلام ہوئیں۔ اگلے روز یعنی سہ شنبہ کو حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ۔ حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے۔ پنجشنبہ کو حضرت خالد بن سعید ایمان لائے۔ اس وقت تک چند آیات سورۂ علق کی اور چند آیات سورۂ مدثر کی نازل ہوئی تھیں۔ اسی دن سے حضورؐ نے کتابتِ وحی کا آغاز کرایا۔ چنانچہ اُمِ خالد بنت خالد بن سعید بن ابی العاص نے کہا کہ اوّل بسم اللہ میرے باپ نے لکھی۔ (استیعاب جلد اوّل) اس کے بعد جو لوگ مشرف باسلام ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ اپنے لئے قرآن لکھتے تھے۔ چنانچہ حضورؐ کی حیات میں قرآن کے متعدد لکھے ہوئے نسخے موجود تھے۔ حضور نے ایک جگہ قرآن کے کچھ نسخے لکھے ہوئے دیکھے تو فرمایا کہ صرف یہی کافی نہیں۔ خدا ایسے شخص کو عذاب نہ دے گا جسے قرآن یاد ہو۔ (کنز العمال) مطلب یہ ہے کہ تحریر کے بھروسہ پر قرآن کو حفظ کرنا نہ چھوڑ دینا۔ ایک سفر میں مکہ و مدینہ کے درمیان ایک شخص نے حضور سے آکر عرض کیا کہ میرا قرآن کا ایک جزو گم ہوگیا ہے (کتاب المصاحف) حضور نے قرآن کو دشمنوں کے ملک میں لے جانے سے منع فرمایا (بخاری کتاب الجہاد) بعض جلیل القدر صحابہ نے کئی کئی بار قرآن لکھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے چار مرتبہ لکھا۔ عرب کے مشہور شاعر لبید جب مسلمان ہوگئے۔ تو قرآن نویسی کا شغل اختیار کیا۔ خدا جانے عمر میں کتنے قرآن لکھے ہونگے۔ (جمہرۃ العرب) نا جیۃ الطفاوی صحابی بھی قرآن ہی لکھا کرتے تھے۔ (استیعاب قسم دوم حصّہ اوّل) امہات المؤمنین ام سلمہؓ، حفصہؓ۔ عائشہؓ نے قرآن لکھا ہے۔ (کنز العمال، حضرت عائشہؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے قرآن لکھایا۔ (ترمذی) عمر بن رافع نے

حضرت حفصہ کے لئے قرآن لکھا۔ (تیسیر الاصول) مختلف کتب حدیث و تاریخ میں مشاہیر میں سے انتیس صحابہ کے قرآن جمع کرنے اور مکمل سمجھنے کا ذکر ہے محققین مذاہب غیر نے بھی بعد تحقیق اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضور کے عہد میں بہت سے قرآن لکھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر راڈویل لکھتے ہیں کہ قرآن کے لکھے ہوئے نسخے عہد رسول میں عام طور پر زیر استعمال تھے۔ (انگریزی ترجمہ قرآن) سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ اس بات کے ماننے کے زبردست وجوہ موجود ہیں۔ کہ رسول کی زندگی میں متفرق طور پر قرآن کے لکھے ہوئے نسخے صحابہ کے پاس موجود تھے۔ اور ان نسخوں میں پورا قرآن یا تقریباً تمام قرآن لکھا ہوا موجود تھا (دیباچہ لائف آف محمدؐ)

قرآن مجید میں بھی اس کی کتابت کے متعلق متعدد اندرونی شہادتیں موجود ہیں: قال اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملیٰ علیہ بکرۃ و اصیلا۔ مطلب یہ ہے کہ کافر کہتے تھے کہ یہ تو پُرانے قصّے ہیں۔ جن کو نبی لکھاتا ہے اور لوگ لکھتے ہیں۔

یہ تو معلوم ہے کہ اس زمانے میں دنیا میں کہیں پریس و مطابع نہ تھے۔ صرف ہاتھ سے لکھنے کا دستور تھا۔ اور یہ بھی ایک عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز بہتر صورت میں آجاتی ہے۔ تو قدیم کی حفاظت لوگ نہیں کرتے۔ تاریخ یہ بھی گواہی دیتی ہے کہ عالم اسلام پر بڑے بڑے سخت زمانے گذرے ہیں۔ قتل عام ہوئے، گھر اور کتب خانے، سرکاری دفاتر لوٹے گئے، جلائے گئے۔ ان صورتوں میں قدیم تحریرات کا باقی رہنا مشکل تھا۔ اس لئے اس عہد کا کوئی مرقومہ نسخہ قرآن مجید کا موجود نہیں ہے۔

مصاحف عہدِ خلافت اوّل۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جو قرآن دفترِ خلافت کے لئے لکھا گیا تھا اس کو مصحفِ اُم کہتے تھے۔ وہ تاحیات حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ تو ان کے پاس رہا۔ شہادت عمرؓ کے بعد ان کی صاحبزادی اُم المؤمنین حضرت حفصہؓ کے پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد مروان بن الحکم گورنر مدینہ نے یہ نسخہ لے لیا۔ جو ۴۶ھ میں ایک سفر میں اُس کے پاس سے گُم ہو گیا۔

امام ابنِ حزم نے لکھا ہے کہ خلیفہ اوّل کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں لوگوں کے پاس بکثرت قرآن نہ ہوں۔ (کتاب الفصل الملل والنحل جلد دوم) اس عہد کے حسب ذیل مشہور مصاحف کا تذکرہ بخاری، نسائی، مسند امام احمد حنبل، کنز العمال جمہرۃ اللغۃ، تہذیب التہذیب، طبقات ابن سعد، فتح الباری، خلاصۃ البیان احمد جودت آفندی میں ہے:۔

(۱) مصحف عثمان بن عفان۔ (۲) مصحف علیؓ بن ابی طالب۔ (۳) مصحف عبداللہ بن مسعود۔ (۴) مصحف ابی بن کعب۔ (۵) مصحف ابوزیدؓ۔ (۶) مصحف ابوالدرداء۔ (۷) مصحف معاذ بن جبل۔ (۸) مصحف زید بن ثابت۔ (۹) مصحف عبداللہ بن عمر۔ (۱۰) مصحف ابوموسیٰ اشعری۔ (۱۱) مصحف عمرو بن العاص۔ (۱۲) مصحف سعد بن عبادہ۔ (۱۳) مصحف سالم۔ (۱۴) مصحف ابوایوب انصاری۔ (۱۵) عبادہ بن الصامت۔ (۱۶) مصحف تمیم الداری۔ (۱۷) مصحف مجمع بن جاریہ (۱۸) مصحف

عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ (۱۹) مصحف اتبتہ بن عبداللہ بن الحارث۔ (۲۰) مصحف لبید بن ربیعہ (۲۱) مصحف عقبہ بن عامر جہنی۔ (۲۲) مصحف قیس بن ابی صعصعہ۔ (۲۳) مصحف سکن بن قیس۔ (۲۴) مصحف عمر فاروق۔ (۲۵) مصحف عائشہ (۲۶) مصحف ام سلمہ۔ (۲۷) مصحف حفصہ۔ (۲۸) مصحف ام سلمہ۔ (۲۹) مصحف ام ورقہ بنت نوفل۔

مصحف عثمانی۔ یہ مصحف حضرت عثمان غنی نے لکھا تھا۔ آخر میں مرقوم تھا کتبہ عثمان ابنِ عفان۔ اسی مصحف میں آپ تلاوت فرما رہے تھے کہ حسب پیشین گوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باغیوں نے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماردی اور خون آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرا۔ (فتح العزیز) حضرت عثمان کے بعد یہ خلفائے بنی امیہ کے پاس رہا۔ نافع بن نعیم نے ۱۶۹ھ میں اس کی زیارت کی تھی۔ (فتح العزیز) حافظ ابو عمر نے متنع میں لکھا ہے کہ عبید بن قاسم بن سلام متوفی ۲۲۴ھ نے اس کو دیکھا تھا۔ شیخ ابن بطوطہ سیاح نے آٹھویں صدی ہجری میں بصرہ میں دیکھا تھا۔ امیر تیمور کے عہد میں (دسویں صدی ہجری) ابو بکر الشاشی نے حضرت عبداللہ کے مزار پر رکھ دیا تھا۔ جنگِ عظیم (۱۹۱۴ء) کے بعد جب روس میں بالشویک حکومت قائم ہوئی تو یہ نسخہ کہیں سے بالشویک کے ہاتھ لگ گیا۔ اب ماسکو میں موجود ہے۔

مصحف علی۔ ایک نسخہ مشہد میں اب تک موجود ہے۔ دوسرا نسخہ جامع ایا صوفیہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ میں تھا اس کو سلطان صلاح الدین نے خزانہ شاہی میں محفوظ کرا دیا تھا۔

تیسرا نسخہ جو حضرت علی نے عہدِ خلافت اوّل میں اپنی یاد سے مرتب کیا تھا۔ اس کو ۳۷۷ھ ہجری میں ابن الندیم نے ابی یعلیٰ حمزۃ الحسینی کے پاس دیکھا تھا۔ اس نے لکھا تھا کہ چند ورق تلف ہو چکے ہیں۔ (الفہرست)

چوتھا نسخہ مدینہ منورہ میں اماناتِ مقدسہ میں تھا۔ ۱۹۱۸ء میں امانات مقدسہ کے ساتھ مدینہ سے قسطنطنیہ کو منتقل ہوا۔ وہاں اب تک موجود ہے۔ (کشاف الہدٰی)

پانچواں نسخہ جامع سیدنا حسین میں قاہرہ (مصر) میں ہے۔

مصحف عبداللہ بن مسعود۔ اصل نسخے کی نقل دوسری صدی ہجری میں کی گئی تھی۔ اس نقل کو ابن الندیم نے دیکھا تھا۔ اس طرح اس اصل کا پتہ ۳۲ھ ہجری تک اور نقل کا ۳۷۷ھ ہجری تک چلتا ہے۔ یہ وہ نسخہ تھا جو انہوں نے کچھ آیات بترتیب نزول لکھی تھیں۔ پھر دوسرے نسخے میں طویل سورتیں لکھیں۔ یہ تیسرا نسخہ مکمل تھا۔ جو انہوں نے اپنے قبیلے کے لغت پر لکھا تھا۔

عہدِ خلافت دوم۔ اس عہد میں حضرت عمرؓ نے زید بن ثابت سے اپنے واسطے قرآن لکھایا۔ (معارف ابن قتیبہ)

حضرت ابوالدرداء کے پاس ایک جماعت آئی، ان کے پاس اپنے لکھے ہوئے قرآن تھے۔ ان کا یہ مقصد تھا کہ انکو زید بن ثابت، ابی بن کعب اور علیؓ مرتضیٰ کو دکھائیں۔ (کنز العمال۔ جلد اوّل)

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کے پاس باریک خط میں لکھا ہوا قرآن دیکھا۔ آپ نے اس کو ہدایت کی کہ واضح الفاظ میں لکھے

علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ عہدِ فاروقی میں مسلمانوں کے پاس قرآن کے لکھے ہوئے نسخے ایک لاکھ سے کم نہ تھے۔ (کتاب الفصل)
مصر میں ایک شخص کے پاس اس عہد کا لکھا ہوا ایک جزو موجود ہے۔

عہدِ خلافت سوم حضرت عثمان نے ۲۵ھ ہجری میں مصحف ام، حضرت ام المومنین حفصہ کے پاس سے منگا کر لغتِ قریش کے موافق اس کی سات نقلیں کرائیں۔ ان میں سے ایک کو اپنے پاس رکھا۔ اسی وجہ سے اس کو مصحف الامام کہا گیا۔ اس کے آخر میں لکھا ہوا ہے، ھذا ما اجمع علیہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہم زید بن ثابت وعبد اللہ بن الزبیر وسعید بن العاص آگے اور اصحاب کے نام ہیں۔ (نفح الطیب جلد اوّل)، یہ تاحیات حضرت عثمان حضرت عثمان کے پاس رہا۔ پھر حضرت علی کے پاس رہا۔ پھر امام حسن کے پاس رہا۔ اور خلافت کے ساتھ امیر معاویہ کے سپرد ہوا۔ پھر کسی طرح اندلس چلا گیا۔ وہاں سے مراکش کے دار السلطنت فاش میں پہنچا۔ (تاریخ ادریسی وتذکرۃ المصاحف) پھر کسی طرح مدینہ آگیا۔ جنگِ عظیم میں ترکی گورنر فخری پاشا اس کو دوسرے متبرکات کے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا۔ اور وہاں اب تک موجود ہے۔ باقی چھ نقلیں اس طرح تقسیم کی گئیں:-

(۱) ایک عبد اللہ بن صائب کے ہاتھ مکہ معظمہ کو بھیجی گئی۔ اس کو مصحف مکی کہتے ہیں۔ یہ نسخہ ۶۵۷ھ تک قباد تراب میں تھا۔ محمد بن جبیر اندلسی سیاح نے ۵۷۹ھ میں مکہ میں اس کو دیکھا تھا۔ ابو القاسم احمد تجیبی متوفی ۷۶۵ھ نے بھی اس کی زیارت کی تھی۔ شیخ عبد الملک نے ۱۰۳۵ھ ہجری میں اس کی زیارت کی تھی۔ مولوی شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے یہ نسخہ جامع دمشق میں دیکھا تھا۔ (تہذیب الاخلاق ماہ صفر ۱۳۲۹ھ) مولوی صاحب نے غالباً ۱۸۹۲ء میں سلطان عبد الحمید خان کے عہد میں سیاحت کی تھی۔ مسجد میں آگ لگی تو یہ مصحف بھی جل گیا۔

(۲) ایک نسخہ مغیرہ بن شہاب کے ہاتھ شام کو بھیجا گیا۔ اس کو مصحفِ شامی کہتے ہیں۔ مورخ احمد مقری نے ۷۴۳ھ میں اس کی زیارت کی تھی۔ پھر یہ نسخہ کوفہ میں آگیا۔ وہاں سے سلاطینِ اندلس پھر سلاطین موحدین پھر امراء بنی مرس کے قبضہ میں آگیا۔ اور جامع قرطبہ میں رہا۔ اہلِ قرطبہ نے اس کو سلطان عبد المؤمن کے سپرد کر دیا۔ اس سلطان کے حکم سے ابن بشکوال نے ۱۱ شوال ۵۵۲ھ کو قرطبہ سے دار السلطنت مراکش کو منتقل کیا۔ ۶۴۵ھ میں خلیفہ معتضد علی بن مامون کے پاس تھا۔ اس سال خلیفہ مذکور نے تلمسان پر فوج کشی کی۔ اور مارا گیا۔ اسی ہنگامے میں یہ مصحف گم ہو گیا تھا۔ لیکن پھر کسی طرح تلمسان کے خزانہ میں پہنچ گیا۔ وہاں سے ایک تاجر اس کو خرید کر فاس لے آیا۔ جہاں یہ اب تک موجود ہے۔

(۳) ایک نسخہ عامر بن قیس کے ہاتھ بصرے کو بھیجا گیا تھا۔ اس کو مصحف بصری کہتے ہیں۔ اس کو کسی شخص سے سلطان صلاح کے وزیر نے ۵۷۵ھ میں بتیس ہزار اشرفی میں خریدا تھا۔ (الخطط المقریزی) یہ مصحف کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

(۴) ایک نسخہ ابو عبدالرحمن اسلمی کے ہاتھ کوفہ کو بھیجا گیا تھا۔ یہ مصحف کوفی مشہور ہے۔ اور قسطنطنیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۵) ایک نسخہ یمن کو بھیجا گیا تھا۔ یہ کتب خانہ جامعہ ازہر مصر میں ہے۔ اس کو مصحف یمنی کہتے ہیں۔

(۶) ایک نسخہ بحرین کسی صحابی کے ہاتھ بھیجا گیا تھا۔ جو اب کتب خانہ فرانس میں ہے۔

مصحف عثمانی دوم جامع سیدنا حسین قاہرہ (مصر) میں ہے۔ مصحف عثمانی سوم کتب خانہ جامعہ دہلی میں ہے۔ مصحف عثمانی چہارم پر یہ لکھا ہوا ہے کہ کتبہ عثمان ابن عفان۔ یہ نسخہ شاہانِ مغلیہ کے پاس تھا۔ اس پر اکبر کی مہر لگی ہوئی ہے۔ ۱۸۴۵ء میں یہ نسخہ میجر لارنس کو ملا۔ اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب خانہ کو دیدیا۔ لندن میں یہ اب تک موجود ہے اس کے ۱۸۱ صفحات ہیں۔ فی صفحہ ۱۶ سطر ہیں۔ سورتوں کے نام ٹیڑھے خط میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور دس آیتوں کے بعد ایک نشان ایسے حرف کی صورت میں ہے۔ جو ایک قدیم مغربی زبان کے حرف کی طرح ہے۔ دو سو آیتوں کے بعد حاشیہ پر ایک نشان ہے۔

غرض کہ حضرت عثمان کا لکھا ہوا ایک نسخہ تو روسیوں کے قبضہ میں ہے جس کا ذکر آچکا ہے۔ اور ان کے عہد کا نسخہ بحرین فرانس کے کتب خانہ میں ہے اور اس کا لکھا ہوا ایک نسخہ لندن میں ہے ؎

غنی روز سیاہ پیرِ کنعاں را تماشا کُن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

مصحف ابنِ مسعود۔ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی نے حضرت عثمان کے عہد میں جو نسخہ لکھا تھا وہ کتب خانہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں ہے۔ مہتمم کتب خانہ مذکور شیخ ابراہیم حمدی ۱۳۵۰ھ ہجری میں اس کو ہندوستان میں لائے تھے۔

مصاحف عہد خلافت چہارم۔ حضرت علیؓ نے کئی قرآن لکھے۔ حیات رسول میں بھی اور بعد وفات رسولؐ بھی۔ حضرت کا لکھا ہوا ایک نسخہ کتب خانہ جامعۂ ملیہ دہلی میں ہے۔ حضرت کے رقم فرمودہ چند اوراق قرآن مجید شاہی مسجد لاہور میں ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی چند سورتیں امیر تیمور کے ہاتھ آگئی تھیں۔ جو کسی زمانہ میں لاہور کے کتب خانہ میں تھیں پھر پیرس کے کتب خانہ میں پہنچ گئیں۔ اب انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ اور چند سورتیں حضرت کی لکھی ہوئی اسی کتب خانہ میں ہیں۔ ایک نسخہ حضرت کا مرقومہ تبرکات جامع مسجد دہلی میں ہے۔ یہ نسخہ فتح دمشق میں امیر تیمور کے ہاتھ لگا تھا۔ حبیب الرحمن خاں شروانی کے کتب خانہ میں بھی حضرت کے مرقومہ چار ورق ہیں۔ حضرت علی کے خادم خالد بن ہیاج مشہور خوش نویس تھے ان کا لکھا ہوا ایک نسخہ علامہ ابنِ ندیم نے محمد بن حسین بغدادی کے کتب خانہ میں چوتھی صدی ہجری میں دیکھا تھا۔

مصحف حسنی۔ حضرت امام حسنؓ کا مرقومہ ایک نسخہ انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہے۔ اور ایک جامع مسجد

دہلی کے تبرکات میں ہے۔ اور ایک کابل میں ہے۔ اس کے ایک ورق کا فوٹو ۱۳۱۱ھ میں مجلہ کابل میں شائع ہوا تھا۔
مصحف حسینی ۔ حضرت امام حسینؓ کا لکھا ہوا نسخہ تبرکات جامع مسجد دہلی میں ہے۔ اس عہد تک اس قدر قرآن لکھے گئے کہ ان کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ جنگِ صفین میں جب امیر معاویہ کی فوج نے نیزوں پر قرآن بلند کئے تھے، تو یہ تعداد میں پانسو تھے۔ جب میدانِ جنگ میں یہ کثرت تھی تو گھروں اور شہروں کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

خلافت راشدہ کے بعد امام زین العابدین بن امام حسین المتوفی ۹۴ھ کا مرقومہ نسخہ کتب خانہ جامعۂ ملیہ دہلی میں ہے اسی عہد کا ایک نسخہ کتب خانہ دار العلوم دیوبند میں ہے۔

طاؤس بن کیسان تابعی متوفی ۱۰۶ھ نے ایک قوم کو دیکھا جو قرآن لکھ کر فروخت کرنے کا پیشہ کرتی تھی۔ (طبقات قسم دوم۔ جلد دوم)

قرنِ دوم ۔ اس زمانے کے مصاحف دنیا کے مختلف مقامات میں موجود ہیں جن کے متعلق میری معلومات بہت کم ہیں۔ ہندوستان ہی میں جو قدیم نسخے ہیں انہیں کی پوری نشان دہی نہیں کی جا سکتی۔ پھر دیگر ممالک کا کیا ذکر۔ امام جعفر صادق المتوفی ۱۴۱ھ کا لکھا ہوا نسخہ جامع مسجد دہلی کے تبرکات میں ہے۔ ۱۶۸ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ قاہرہ (مصر) میں ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

قرنِ سوم ۔ امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم المتوفی ۲۰۳ھ کا مرقومہ نسخہ بڑودہ کے کتب خانہ میں ہے۔ (تاریخ مصحف سماوی) یہ نسخہ ایران میں تھا۔ کسی طرح سلاطینِ گجرات کے پاس آ گیا۔ احمد آباد میں خزانۂ شاہی میں محفوظ رہا۔ جب مرہٹوں نے احمد آباد کو لوٹا تو یہ نسخہ بھی لوٹ میں آیا۔ اسحاق بن مراد شیبانی المتوفی ۲۰۶ھ نے جامع مسجد کوفہ کے منبر پر ایک نسخہ لکھ کر رکھ دیا تھا ان سے اس قدر فرمائشیں ہوئیں کہ نوّے نسخے لکھنے پڑے۔ ان کے لکھے ہوئے نسخے بغداد اور کوفے میں موجود ہیں۔

دنیا میں صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے جو صاحبِ کتاب تک اپنی صحیح سند پہنچاتی ہے۔ اور جس کو تعلیم و تحریر دونوں کے اعتبار سے تواتر حاصل ہے۔ اس کے مرقومہ نسخے عہدِ رسالت کے ربع اوّل سے آج تک کے مسلسل زمانوں کے مختلف کاتبوں کے لکھے ہوئے موجود ہیں۔ جن میں کہیں ایک حرف کا فرق نہیں ہے۔ خداوند ذوالجلال نے خود فرما دیا تھا کہ اس کتاب کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ جس کی تصدیق چودہ صدیوں سے آج تک ہو رہی ہے۔ یہ ایک محیر العقول معجزہ ہے۔ اور مخالفین اسلام تک نے اس کو تسلیم کیا ہے۔